جلد ۲ | ۱۷ ظہور ۱۳۲۷ ہش | ۱۱ شوال ۱۳۶۷ھ | ۱۷ اگست ۱۹۴۸ء | نمبر ۱۸۵

سیلاب زدہ علاقوں میں آبیانے اور مالیے کی معافی کے علاوہ چارے کیلئے تقاوی پر قرضے دیئے جائینگے

ہمیں تشویش ہے کہ شاید ہم اناج کے نقصان کی وجہ سے مرکز کو موعودہ کوٹہ نہ پہنچا سکیں

۳۰ جون کی نسبت یکم ستمبر کو گندم کے نرخ میں پندرہ آنے کی کمی

لاہور ——— ہمارے نامہ نگار خصوصی کے قلم سے ——— ۱۶ اگست

آج اخبار نویسوں کی ایک کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے مغربی پنجاب کے وزیر خوراک سردار عبدالحمید دستی نے بتایا کہ چناب اور دریائے سندھ میں دوبارہ طغیانی آجانے کی وجہ سے ابھی ہم اس سلسلے میں مکمل اعداد شمار فراہم نہیں کر سکے۔ کہ کس قدر اناج اور مویشیوں کا چارہ تباہ ہو چکا ہے بہرحال جو اضلاع چارہ پیدا کرنے والے تھے انہی میں چارہ کی کمی ہو گئی ہے اور حکومت کو ایک مقررہ عرصے کے بعد جب ان علاقوں میں سیلاب کے بعد اُگنے والی گھاس بھی ختم ہو جائے گی۔ تو چارے کے لئے تقاوی پر قرضے دینے ہوں گے۔

آپ نے فرمایا کہ اناج اور چارے کے بہہ جانے نے ہمیں اس فکر میں ڈال دیا ہے کہ شاید ہم مرکزی حکومت کو بھی خوراک کا موعودہ کوٹہ نہ پہنچا سکیں گے۔ کیونکہ اول تو ان اضلاع میں اب مقررہ مقدار کا پورا ہونا ہی مشکل ہے۔ پھر اس کے بعد ایک لاکھ من کا کوٹہ مرکز کیلئے پورا کرنا کار دارد ہوگا۔

آپ نے کہا کہ حکومت کی طرف سے مقرر کردہ تعداد اناج کے پورا ہونے کے معاملے میں میں ناامید نہیں ہوں۔ وہ ضرور پوری ہو جائیگی بلکہ میرے خیال میں تو اس کے بعد بھی بعض بڑے بڑے زمینداروں کے پاس اناج بچ رہیگا جسے ہم نے کسی نہ کسی طریق سے حاصل کرنا ہوگا آپ نے بتایا کہ جن لوگوں نے دانستہ اناج دبا رکھا تھا ان کے خلاف حکومت موثر اقدام کرنے کے معاملے پر غور کر رہی ہے۔ آپ نے کہا سب راشن والے علاقوں سے گندم کی کوالٹی کے متعلق شکایتیں آنے میں کمی واقع ہو گئی ہے یکم ستمبر سے ۳۰ جون کے نرخوں کے مقابلے میں ۱۵ آنے کم نرخ پر گندم مہیا کی جائیگی اور ابھی ہم گندم کے نرخ میں مزید کمی کے سلسلے میں غور کر رہے ہیں۔

آپ نے کہا۔ مصیبت زدگان کو آبیانہ اور مالیہ معاف کرنے کے علاوہ بھی حکومت کو مزید امداد بہم پہونچانی ہو گی

آخر میں آپ نے اس امر پر حیرت و افسوس کا اظہار کیا کہ مرکزی حکومت نے صوبہ سندھ کو تو امداد دے دی ہے لیکن مغربی پنجاب جو زیادہ مصیبت زدہ ہے۔ اُس کے متعلق ابھی غور بھی نہیں ہوا۔

———

لاہور ۱۶ اگست آنریبل میاں نور اللہ وزیر خزانہ مغربی پنجاب اتوار کی شام کو راولپنڈی روانہ ہو گئے آپ ۱۸ اگست صبح کو لاہور واپس آئینگے۔

ہندوستان کے وزیر خزانہ مستعفی ہو گئے

نئی دہلی ۱۶ اگست معلوم ہوا ہے کہ ہندوستان کے وزیر خزانہ مسٹر شنکھم چیٹی نے وزارت خزانہ سے استعفیٰ دیدیا ہے کہا جاتا ہے کہ آپ نے ٹیکس کے سلسلے میں جو تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا تھا اُسکے کام پر عوام میں بہت نکتہ چینی ہو رہی ہے اور آپ اس نکتہ چینی کے خلاف بطور احتجاج مستعفی ہو گئے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے مرکز (پاکستان) میں جشن استقلال

لاہور ۱۶ اگست۔ حکومت پاکستان کے اعلان کے مطابق جماعت احمدیہ پاکستان کے مرکز رتن باغ لاہور میں حسب ذیل طریق سے جشن منایا گیا صبح بعد نماز فجر جملہ احباب جماعت احمدیہ نے استقلال پاکستان کیلئے دُعا کی۔ اور رتن باغ میں مجموعی طور پر دعا ہوئی۔ صبح آٹھ بجے رتن باغ و دفاتر کی عمارت پر پاکستانی جھنڈا لہرایا گیا اور جھنڈیوں کے ساتھ سجایا گیا۔ گورنر صاحب مغربی پنجاب کی سلامی کے وقت کارکنان سلسلہ نے شرکت کی۔ اور دوپہر کو کھانا کھلایا گیا۔ اور مسلم نیشنل گارڈ کے پروگرام کو کامیاب بنانے میں تعاون کیا گیا۔

شیخوپورہ میں پاکستان کی پہلی سالگرہ کی تقریب

لاہور ۱۶ اگست۔ شیخوپورہ میں پاکستان کی پہلی سالگرہ بہت دھوم دھام سے منائی گئی مسجدوں میں دعائیں کی گئیں۔ چوہدری علام احمد ڈپٹی کمشنر نے کمپنی باغ میں قومی جھنڈا لہرایا۔ نیشنل گارڈ پولیس اور رائفل کلب نے جھنڈے کو سلامی دی غریبوں اور مسکینوں کو کھانا اور کپڑے بھی دیئے گئے رات کو چراغاں کیا گیا۔

ملایا میں سکھوں کے قبضہ سے اغوا شدہ عورتوں کی بازیابی

سنگاپور ۱۶ اگست۔ سنگاپور کے مشہور اخبار "دی سٹریٹس ٹائمز" نے ملایا مسلم لیگ کے صدر مسٹر ایم۔ جے تماؤی اور "اورسیز پاکستان لیگ" کے مقتدر رکن مسٹر ب۔ اے ملال سے اپنے نمائندے کی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ملایا میں ان اغوا شدہ مسلم خواتین کی بازیابی کے لئے ایک زبردست مہم جاری ہے جنہیں غیر مسلم پنجاب سے اپنے ساتھ اس ملک میں بھگا لائے ہیں۔ ملایا کے مسلم باشندے مقامی حکام کی اس کام میں ہر ممکن امداد کر رہے ہیں۔

مئی کے مہینے میں "الوہ" کے مقام پر تین مسلمان لڑکیاں سکھوں کے قبضے میں پائی گئیں۔ جنہیں برآمد کر کے مسلمانوں کے حوالے کر دیا گیا۔ اسی طرح کوآلالمپور میں بھی سکھوں سے تین لڑکیوں کو برآمد کیا گیا ملایا کی مسلم انجمنیں بھی ایسی مسلم خواتین کا پتہ لگانے میں مصروف ہیں۔ جنہیں سکھ اپنے ساتھ اغوا کر کے یہاں لے آئے ہیں۔ بازیابی کے بعد وہ انجمنیں پاکستان میں ان کے والدین وغیرہ کا پتہ معلوم کرتی ہیں۔ جو ایک نہایت ہی مشکل کام ہے اور پھر انہیں ان کے گھر بھیجنے کا انتظام کر دیا جاتا ہے۔

مسٹر تماؤی نے "سٹریٹس ٹائمز" کے نمائندے کو ملاقات کے دوران میں مزید بتایا کہ مذکورہ بالا واقعات کی روشنی میں تبدیلیٔ وطن کے قوانین کو پہلے کی نسبت زیادہ سخت کر دیا گیا ہے اور اب پہلے کی نسبت زیادہ احتیاط برتی جا رہی ہے اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ شرم وحیا کی وجہ سے اور سکھوں کے خوف کی بنا پر اغوا کردہ عورتیں اپنے مسلمان ہونے کو ظاہر کرتیں۔ اور ان کو شناخت کرنا بہت مشکل ہوتا ہے لیکن جب سے تبدیلیٔ وطن کے قوانین میں سختی کی گئی ہے اس کام میں کافی آسانی ہو گئی ہے اگرچہ ڈر اور خوف کی وجہ سے بہت سی عورتوں نے مجبور ہو کر اپنا مذہب بھی تبدیل کر لیا ہے۔

خاص سنگاپور میں کسی اغوا شدہ عورت کا پتہ نہیں چل سکا ہے اور پولیس کے اعلیٰ افسران نے بیان کیا ہے کہ سنگاپور میں اغوا کردہ مسلم عورتوں کی موجودگی کا انہیں کوئی علم نہیں ہے۔ البتہ سنگاپور کے ایک مسلم لیڈر نے یہ کہتے ہوئے اس امر پر روشنی ڈالنے سے انکار کر دیا کہ یہ ایک نہایت نازک فرقہ وارانہ مسئلہ ہے حکومت پاکستان کے ایک ترجمان نے بیان کیا۔ کہ ملایا سے آنے والے خطوط سے پتہ چلا ہے کہ بعض سکھ اغوا کردہ مسلم لڑکیوں کو ملایا میں لے گئے ہیں۔ اور انہیں چھپا کر رکھا ہوا ہے۔

ماہ نومبر میں لیگی کارکنوں کا اہم اجتماع ہوگا چودھری خلیق الزمان کا بیان

کراچی ۱۶ اگست پاکستان مسلم لیگ کے ناظم چودھری خلیق الزمان نے ایک تقریر میں بتایا کہ ماہ نومبر میں پاکستان بھر کے مسلم لیگی کارکنوں اور عہدیداران کا ایک اہم اجتماع کراچی میں ہوگا۔ جس میں مسلم لیگ کی تنظیم کو نئی بنیادوں پر شروع کرنے کے مسئلہ پر غور و خوض کیا جائے گا۔ پاکستان میں رشوت اور اسی طرح کی دیگر بدعنوانیوں کو دور کرنے کے لئے بھی اس موقعہ پر ایک پروگرام وضع کیا جائے گا۔

پرنٹر و پبلشر عبدالحمید بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور سے چھپوا کر ۲۰ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

قادیان میں رمضان المبارک و عید الفطر

(از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم - اے مقیم قادیان)

برادران کرام - رمضان المبارک سے قبل قادیان میں اس قدر شدید گرمی پڑ رہی تھی کہ اگر یہی حال رہتا تو ہمارے اکثر درویش جو معمولی غذا پر گذارہ کرتے ہیں - روزوں کی برداشت نہ کر سکتے تھے - اللہ تعالےٰ کا شکر کس زبان سے ادا کیا جائے کہ یکم رمضان المبارک کو بارش ہوگئی اور سوائے قلیل درمیانی وقفوں کے جو سات آٹھ روز سے زیادہ نہیں بنتے روزانہ بارش ہو جاتی تھی - اس طرح اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و رحم سے ہمیں تکلیف مالا یطاق سے بچا لیا -

تراویح کا حسب ذیل انتظام تھا (۱) مسجد اقصیٰ میں بعد نماز عشاء حافظ عبدالعزیز صاحب ننگلی پڑھاتے تھے - انہوں نے اکیس روز میں قریباً ۸ پارے سُنائے پھر ان کے بیمار ہو جانے کی وجہ سے مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی فاضل پڑھاتے رہے (۲) مسجد مبارک میں بھی حافظ اللہ دین صاحب دیہاتی مبلغ سحری سے قبل تراویح پڑھاتے تھے - صرف یہاں قرآن مجید پورا سُنایا گیا - کیونکہ ان کے علاوہ اور کوئی پورے حافظ قادیان میں موجود نہ تھے - (۳) مسجد ناصر آباد میں عشاء کے بعد بھی اور تہجد کے وقت بھی خواجہ محمد اسماعیل صاحب بٹیی والے تراویح پڑھاتے تھے - (۴) مسجد بہشتی مقبرہ میں تہجد کے وقت پہلے فتح محمد صاحب گجراتی پھر ان کے معتکف ہونے پر صدیق احمد صاحب لائل پوری تراویح پڑھاتے رہے -

اسی طرح بفضلہ تعالےٰ درس قرآن مجید کا بھی ناغہ نہیں ہوا (۱) مسجد مبارک میں ظہر سے عصر تک درس ہوتا تھا - مولوی غلام احمد صاحب ارشد فاضل نے سورۃ توبہ تک، مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری فاضل نے سورہ یونس تا عنکبوت اور مولوی شریف احمد صاحب فاضل نے سورہ الروم تا آخر درس دیا -

نماز فجر کے بعد امینی صاحب بخاری شریف کے چیدہ چیدہ ایمان افزا حصوں کا درس دیتے تھے جو بہت ہی مفید ثابت ہوا - (۲) مسجد اقصیٰ میں مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی فاضل نے پہلے چودہ دن صبح ۷ سے ۹ تک سات پارے کا پھر آخری عشرہ میں ڈیڑھ دو گھنٹے ظہر سے قبل اور پھر ظہر سے عصر تک بقیہ قرآن مجید کا درس دے کر ختم کیا - نیز آپ فجر کے بعد بخاری شریف کا اور عصر کے بعد ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درس بھی دیتے تھے (۴)

مسجد ناصر میں خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب تفسیر کبیر کا درس دیتے تھے -

مسجد مبارک میں ۲۱ دوست جن میں نو صحابی اور صاحبزادہ میاں وسیم احمد صاحب شامل تھے اور مسجد اقصیٰ میں اکتیس درویش معتکف ہوئے - دونوں جگہ روزہ کھولنے سے قبل اجتماعی دُعا ہوتی تھی - اِسکے علاوہ آخری عشرہ میں اشاعت اسلام حضرت خلیفۃ المسیح حضرت اماں جان صاحبہ

۱۰½ سے ۱۱½ اور دو سے اڑھائی اور ۳½ تا ۴ اجتماعی دعا کرائی اور ۱۲½ بجے سے ایک بجے تک دو نفل پڑھائے - امینی صاحب کو یہ خیال سوجھا کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ کی برکت سے مسلمان اللہ تعالےٰ سے بارش طلب کرتے تھے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی عدم موجودگی میں حضور کے لخت جگر اور پُرانے صحابہؓ سے دعائیں کروائی جائیں شائد اللہ تعالیٰ ہم پر فضل کرے اور قادیان کی واپسی کے سامان کر دے چنانچہ ۱۰½ بجے اانک صاحبزادہ میاں وسیم احمد صاحب

قادیان کے بیمار دوستوں کیلئے دُعا کیجائے

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم - اے

قادیان کے دوست یعنی دیارِ مسیح کے درویش آجکل جن حالات میں قادیان میں ٹھہرے ہوئے ہیں وُہ سب پر عیاں ہیں - ان کی حالت عملاً قیدیوں کی سی ہے - البتہ یہ فرق ضرور ہے کہ قیدیوں کو حکومت کھانا دیتی ہے مگر ہمارے دوستوں کو خود اپنا کھانا پڑتا ہے اور کھانا لازماً بہت سادہ اور جسم میں طاقت پیدا کرنے والے اجزاء کے لحاظ سے ناقص ہوتا ہے اسکے علاوہ گو خدا کے فضل سے قادیان میں اپنا طبی انتظام موجود ہے مگر ظاہر ہے کہ یہ انتظام موجودہ حالات میں پوری طرح تسلی بخش نہیں ہو سکتا اور ادویہ کا سٹاک بھی مکمل نہیں ہوتا - ان حالات میں قادیان کے جو دوست بیمار ہو جاتے ہیں ان کے علاج اور طاقت بحال رکھنے کا انتظام لازماً نامکمل رہتا ہے اور زیادہ تر خدا کے فضل و رحم پر ہی بھروسہ کرنا پڑتا ہے - ولیس وراء اللہ للمرء مذہب -

آجکل بھی قادیان میں تین دوست بیمار ہیں یعنی (۱) مکرمی بھائی عبدالرحیم صاحب جو نومسلم بھی ہیں اور پُرانے صحابی بھی اور گذشتہ کانفرنس میں امیر قافلہ ہو کر قادیان گئے تھے (۲) مکرمی بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی جو بھی نومسلم ہیں - اور پُرانے صحابی بھی اور ہمارے اکثر دوست ان کے ایمان افروز مضامین اور مکتوبات کی وجہ سے انہیں جانتے ہیں اور (۳) مکرمی دفعدار محمد عبداللہ صاحب جو کافی عرصہ سے بیمار چلے آتے ہیں - میں احباب جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ ان تینوں دوستوں کی شفایابی اور صحت کیلئے خصوصیت سے دُعا فرمائیں اور عند اللہ ماجور ہوں -

خاکسار مرزا بشیر احمد رتن باغ لاہور ۶ ر اگست ۱۹۴۸ء

خاندانِ نبوت اور احمدیت کی ترقی کے لئے جتنی کثرت سے دُعائیں کی گئیں - ان کی نظیر پہلے نہیں ملتی - ان دعاؤں کا بیشتر حصہ قادیان کی واپسی کے متعلق تھا - بالخصوص ستائیسویں اور انتیسویں رات کو تو بہت ہی دعائیں ہوئیں ستائیسویں رات کو مسجد مبارک میں ۱۰½ سے ۱۰¾ تک اور ۲ بجے سے ۲½ تک امینی صاحب نے اجتماعی دُعا کرائی اور ۱۲¼ بجے سے ایک بجے تک ارشد صاحب نے دو نفل پڑھائے - اور ۲½ سے ۳ تک تراویح پڑھائی گئیں - وقفوں میں دوست اپنے طور پر تلاوت اور نوافل میں مشغول رہے - مسجد اقصیٰ میں اس رات معتکف بارہ بجے سے چار بجے تک نوافل و تلاوت میں انفرادی طور پر مصروف رہے اور مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی نے چار بجے سے اذان تک اور انتیسویں رات کو انہوں نے

نے اجتماعی دُعا کرائی - اور ۱۲¼ سے ایک تک منشی محمد دین صاحب واصلباقی نویس (والد ماجد ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب) نے دو نفل پڑھائے - دو سے اڑھائی تک بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی نے دعا کرائی اور ۲½ سے ۳ تک تراویح پڑھی گئیں اور ختم قرآن کی دُعا حاجی محمد دین صاحب تہال نے کرائی - اور وتر میاں وسیم احمد صاحب نے پڑھائے - انتیسویں رات کو ہر دو مساجد میں اتنی بلند آواز سے آہ و زاری سے دعائیں ہوئیں کہ ان کی چیخ و پکار یقیناً ریتی چھلہ تک سُنائی دیتی ہوگی - اس گریہ و زاری کو سُنکر بعض پڑوسی غیر مسلم چونک پڑے کہ کیا ہو گیا ہے اور اگلے روز اس کی وجہ دریافت کرتے تھے -

۲۹ رکوبعد نماز جمعہ حسب معمول مکرم امیر صاحب نے مزار حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اجتماعی

دعا کرائی - درس القرآن کے اختتام پر آخری دعا کے لئے خاندان نبوت کے بہت سے افراد کے تار اور خطوط نیز دیگر بہت سے احباب کے خطوط آئے تھے - جو مکرم امیر صاحب نے سُنائے اور آپ نے اذان تک پچیس منٹ تک دعا کرائی یہ دُعا مسجد مبارک کی چھت پر ہوئی - مسجد اقصیٰ کے معتکفین نے مسجد اقصیٰ میں دُعا کی - رمضان المبارک کے تمام جمعے مسجد مبارک میں ادا کئے گئے - اسلئے کہ درس القرآن وہیں ہونا قرار پایا تھا

رمضان المبارک میں حضرت اماں جان، حضرت میاں بشیر احمد صاحب، سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب، سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب اور بہت سے مخیر احباب نے قادیان کے درویشوں کے لئے بہت سی رقوم ارسال کی تھیں - حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھی بذریعہ تار ایکہزار روپیہ تک خرچ کرنے کی اجازت عنایت فرمائی تھی - ضرورتمند روزہ داروں کو ہر ہفتہ دودھ دہی کے لئے رقوم تقسیم کی جاتی تھیں - چنانچہ کل مبلغ سات صد بیالیس روپے تقسیم ہوئے اسی طرح مستحقین کو قریباً ساڑھے تین صد روپے کے جُوتیوں کے جوڑے اور پارچات لیکر دئے گئے ان ہر دو امور میں مکرم امیر صاحب نے خاص دلچسپی لی - اور اس امر کا خیال رکھا کہ کوئی مستحق باقی نہ رہے عید کے بعد سلیمہ بیگم صاحب بنت سیٹھ محمد غوث صاحب مرحوم حیدر آباد اور سکینہ بیگم صاحبہ (والدہ مسعود صاحب) سیالکوٹی کی طرف سے بھی رقوم پہنچیں - فجزاھم اللہ خیراً -

عید پر تہنیت کے پیغامات بذریعہ تار حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ، حضرت میاں بشیر احمد صاحب، سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ، سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ - سیدہ ام متین صاحبہ، میاں مجید احمد صاحب اور بی بی امۃ النصیر صاحبہ کی طرف سے لاہور اور کوئٹہ سے مکرم امیر صاحب کے نام موصول ہوئے - اول الذکر دو تاروں کے ترجمے درج ذیل ہیں (۱) آپ سب کو عید مبارک ہو - اللہ تعالےٰ آپ کے قیام قادیان کو بابرکت کرے اور احمدیت کی ترقی کیلئے راستے کھولنے کا موجب بنائے - خلیفۃ المسیح (۲) تمام بھائیوں کو عید مبارک ہو - اللہ تعالیٰ اس عید کی برکات سے آپ کو نوازے اور اُسے آپ کے لئے اور ہم سب کیلئے مزید برکات کا پیش خیمہ بنائے بشیر احمد -

اس ذرہ نوازی پر جس طرح درویشوں کے دل جذبات سے بھر آئے اسے ہر ایک اہل دل اور اہل ذوق پوری طرح سمجھ سکتا ہے - عید مسجد اقصیٰ کے اندرونی حصہ میں ادا کی گئی - امام الصلوٰۃ مولوی شریف احمد صاحب امینی نے خطبہ میں یہ تاکید کی کہ چونکہ عید اسلام میں خوشی کی تقریب ہے اسلئے باوجود پیارے امام کی

باقی صفحہ ۷ پر

روزنامہ الفضل
۱۷ اگست ۱۹۴۸ء

معیار زندگی

آسٹریلیا دنیا کا چھٹا براعظم کہلاتا ہے باوجودیکہ یہ ایک بہت بڑا قطعہ ارضی ہے اس کا بہت سا حصہ غیر آباد ہے۔ آجکل یہاں مغربی اقوام خاصکر برطانوی نسل کے لوگ برسر عروج ہیں۔ اور اصل باشندے اول تو مٹا دیئے گئے ہیں۔ اور اگر کہیں کوئی گروہ باقی ہے۔ تو وہ صرف حیوانوں کی زندگی بسر کرتا ہے۔ مغربی اقوام اسکو بھی لوٹ کا مال سمجھتی ہیں۔ اور اس وسیع قطعہ ارضی کو اب چاہتی ہیں۔ کہ صرف مغربی اقوام سے ہی آباد ہو۔ اگرچہ یہ ملک ہزاروں میل جنگلوں سے اٹا ہوا ہے۔ جہاں بہت کم انسان بستے ہیں۔ اور ایشیا سے قرب کی وجہ سے ایشیائی لوگوں کا بھی حق ہے۔ کہ اس غیر آباد علاقہ میں اپنی بستی بسائیں۔ لیکن یورپ کے مغربی لوگ اپنے نسلی غرور اور سفید رنگت کی وجہ سے نہیں چاہتے۔ کہ ایشیائی اقوام یہاں آباد ہوں

پچھلے دنوں ان ملائی لوگوں کو یہاں سے نکال دیا گیا تھا۔ جو ایام جنگ میں وہاں کسی طرح آباد ہوگئے تھے۔ یہاں تک کہ جو آسٹریلیا میں شادی کر چکے تھے۔ ان کی بیویوں کو بھی ساتھ نہیں جانے دیا گیا۔ اسی طرح یہاں کی حکومت چینیوں اور جاپانیوں کو بھی برداشت نہیں کرتی۔ اور انہوں نے انتقال وطن کے ایسے قواعد اپنے ملک میں نافذ کئے ہوئے ہیں۔ جن کی غرض یہ ہے کہ کوئی ایشیائی ملک کا باشندہ یہاں دوامی طور پر آباد نہیں ہوسکتا۔ اس ملک کے قانون بھی تقریباً جنوبی افریقہ کے قانون سے ملتے جلتے ہیں

اس نسلی امتیاز کی بناء پر حال میں یہاں کے لبرل لیڈر مسٹر رچرڈ کیسی نے جو بنگال کے گورنر بھی رہ چکے ہیں۔ اپنی ایک تقریر میں کہا ہے کہ آسٹریلیا اور برطانیہ کا مستقبل اسی میں ہے کہ برطانیہ کے لوگ بڑی تعداد میں آکر یہاں آباد ہو جائیں ورنہ ڈر ہے کہ ایشیائی لوگ خاصکر ہندوستانی جن کا معیار زندگی پست ہے۔ اور جن کے دل سفید رنگ اقوام کے لئے احترام کم ہو رہا ہے۔ یہاں آکر آباد ہو جائیںگے۔ اور اس طرح یہ ملک ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ ان مغربی سفید چمڑے والے لوگوں کے دلوں میں نسلی امتیاز کا خیال بری طرح بیٹھا ہوا ہے۔ اور وہ اپنے سوا کسی کو انسان سمجھنے کے لئے تیار نہیں۔ وہ اپنی طرز زندگی کو بہترین خیال کرتے ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں۔ کہ تمام ایشیائی لوگ اس کے مقابلہ میں حیوان ہیں۔ وہ ان سے اس قدر نفرت کرتے ہیں۔ کہ اپنے بازاروں میں ان کو پھرتے اور اپنے ہمسائے میں ان کو رہتے بھی نہیں دیکھ سکتے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایشیائی لوگوں کا معیار زندگی اس وقت نہایت پست ہے۔ لیکن سوال ہے کہ ان کی اس پستی کا باعث کیا ہے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ اس کا باعث خود یہی مغربی لوگ نہیں ہیں؟ ایشیا کے تقریباً تمام ممالک قدرتی پیداوار کے لحاظ سے دنیا کے کسی ملک سے کم نہیں ہیں۔ لیکن ان کے ملکوں کی تمام پیداوار کے مالک یہ لوگ زبردستی بنے ہوئے ہیں۔ ان ملکوں کی تمام دولت پر ان لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے۔ اور اصل باشندوں کے پاس کچھ بھی نہیں چھوڑا جاتا۔ ان کے لئے دو وقت کے کھانے کے لئے بھی اندوختہ نہیں رہتا۔ سب کچھ یہی لوگ سمیٹ کر لے جاتے ہیں۔ اگر اصل باشندوں کے پاس ان کی دولت رہنے دی جائے۔ تو ان کا معیار زندگی بھی بلند ہو سکتا ہے لیکن اگر ان کا معیار زندگی بھی بلند ہو جائے۔ تو پھر ان لوگوں کا معیار زندگی کس طرح اتنا بلند ہو۔ کہ وہ انہی لوگوں کو جن کی دولتوں پر یہ ناجائز قبضے جمائے بیٹھے ہیں اس طرح نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔ اور ان کے قرب سے اس طرح بھاگیں۔ جیسا کہ اب یہ مظلوم قومیں آزادی کے لئے کشمکش کر رہی ہیں۔ اگر یہ مغربی سفید رنگ قوموں کے قابو سے آزاد ہو جائیں تو کل ہی ان کا معیار زندگی بھی اونچا ہو سکتا ہے۔ ان کی قابلیتیں جو غلامی کی وجہ سے دبی ہوئی ہیں ابھر سکتی ہیں۔ ان میں بھی خود اعتمادی پیدا ہو سکتی ہے۔

کیا یہ عجیب نہیں ہے کہ یہ لوگ جو اپنی تہذیب کو سب تہذیبوں سے فائق سمجھتے ہیں۔ اتنے تنگ دل واقع ہوئے ہیں کہ وہ اپنی طرز زندگی کے سوا کسی اور طرز زندگی میں کوئی خوبی ہی نہیں دیکھ سکتے۔ اور دوسرے انسانوں سے انسانوں کی طرح سلوک کرنے کی بجائے ان کو حیوانوں سے بھی کم تر جانتے ہیں۔ جو قومیں انسانی مساوات کا اصول ابھی نہیں سمجھ سکیں۔ جن قوموں کی ذہنیت ابھی تک نسل و رنگ کے امتیازی طلسم میں گرفتار ہے۔ ان کا اپنے آپ کو دنیا کی مہذب ترین قومیں سمجھنا واقعی نہایت تعجب خیز ہے۔

اگر ہم ان کو اسلامی مساوات کے اصول سکھا سکیں جو اسلام نے دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں۔ جن کی رو سے ایک حبشی نژاد مغرور سے مغرور عرب سردار کی ہمسری کر سکتا ہے۔ تو شائد ممکن ہے۔ کہ ان کی ذہنیتوں میں بہتر تبدیلی ہو جائے۔ اور دنیا امن و آرام کی سانس لینے لگے۔

قادیان سے عید الفطر کا ایک گرانقدر عطیہ

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

روحانیت کے خاص ماحول میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی روحانی آنکھیں بھی تیز کر دیتا ہے۔ اور وہ چیزوں کی صحیح قدر وقیمت اور اپنے بھائیوں کے جذبات کا صحیح اندازہ کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اس عید الفطر پر جو چند دن ہوئے گزری ہے۔ مجھے قادیان کے ایک دوست سید محمد شریف صاحب نے عید کا ایک ایسا تحفہ بھیجا ہے۔ جس نے میرے دل و دماغ کو معطر کر دیا۔ سید صاحب موصوف نے ایک تو مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک کا تازہ ترین فوٹو بھیجا ہے۔ جس میں حضور کے مزار مبارک کے کتبے کا ایک ایک لفظ پڑھا جاتا ہے۔ مزار کے قریب خود سید صاحب موصوف دعا میں ہاتھ اٹھائے کھڑے ہیں۔ اور ساتھ ہی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا مزار بھی صاف نظر آرہا ہے۔

دوسرا تحفہ سید صاحب نے پانچ عدد پھولوں کی صورت میں بھجوایا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار کے قریب ترین موتیا کے پودے سے اتار کر بھیجے گئے ہیں۔ اتنے دن گزر جانے اور ان کے خشک ہو جانے کے باوجود ابھی تک ان پھولوں میں بھینی بھینی خوشبو موجود ہے۔ میں ان دونوں تحفوں پر سید صاحب موصوف کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں جزاہ اللہ خیراً فی الدنیا والآخرہ

مگر جہاں قادیان کے ان تحفوں نے روحانی خوشی اور مسرت کی لہر پیدا کی۔ وہاں ان کی وجہ سے قادیان کی مخصوص یاد بھی تیز تر ہو گئی۔ اور موتیا کے خشک شدہ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو نے قادیان [illegible] اور قادیان کے لیل و نہار کی زبردست مگر دبی ہوئی مہک کو اس طرح اٹھایا کہ دل و دماغ میں تہلکہ برپا ہو گیا۔ اور مزار مسیح کے پھولوں کی خوشبو اس دعا پر ختم ہوئی کہ خدایا جس طرح تو قادیان کا یہ چھوٹا سا نادر تحفہ ہمارے پاس لایا ہے۔ اسی طرح یہ فضل بھی فرما۔ کہ تیری بے حد و حساب قدرت خود قادیان کو ایک مجسم تحفہ بنا کر ہمارے سامنے پیش کر دے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم

ابتدا

اک تمنا کا ساز ہو جانا   دل کا نغمہ طراز ہو جانا
محوِ افشائے راز ہو جانا
ابتدا ہے تری محبت کی

انتہاء

خود سراپائے ناز ہو جانا   غیر سے بے نیاز ہو جانا
راز کے ساتھ راز ہو جانا
انتہا ہے تری محبت کی

تنویر

امتی نبی کی حقیقت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا واضح ترین حوالہ

کسی نبی کو امتی نبی کب اور کیوں کہا جائے گا؟

(از مکرم جناب مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری)

(۱)

اخبار پیغام صلح میں ایک مضمون زیر عنوان "کیا امتی نبی نبی ہوتا ہے؟" شائع ہوا تھا۔ الفضل میں جناب ایڈیٹر صاحب کا ایک نوٹ اس کے جواب میں شائع ہوا جس کا "خلاصہ اور لب لباب" جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کے الفاظ میں یہ ہے کہ

"امتی ظلی بروزی وغیرہ صفات ہیں جو نبی کے لفظ کے ساتھ جب لائی جائیں تو نبوت کی نفی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے مختلف پہلو اس سے واضح ہوتے ہیں۔"

(پیغام صلح ۲۱ جولائی [illegible])

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح نے اس کے بعد لکھا ہے کہ

"اس کے جواب میں ہم حضرت مسیح موعودؑ کی دو تحریرات پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ایک الوصیت میں ہے جس میں فرمایا کہ مجھے صرف نبی نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک ہے۔ اور کہ امتی اور نبی کے الفاظ اجتماعی طور پر مجھ پر بولے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک نہیں۔ کیا اس سے صاف ظاہر نہیں کہ امتی نبی کے الفاظ جس پر بولے جائیں اسکی نبوت تامہ کاملہ نہیں ہوتی۔ اس سے بھی واضح تو حقیقۃ الوحی کے الفاظ ہیں جہاں فرمایا ہے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ اور میری نبوت آنحضرت صلعم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

(۲)

پیغام صلح کے اس اقتباس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو تحریرات کے حوالہ سے جو استدلال کیا گیا ہے۔ وہ درست معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ زیر بحث امر تو یہ تھا کہ کسی کو امتی نبی کہنے سے اس کی نبوت کی نفی مراد ہوتی ہے یا اس طریق سے نبوت کے کسی پہلو کا اثبات مطلوب ہوتا ہے۔ دونوں عبارتوں میں یہ مذکور نہیں کہ امتی نبی نبی نہیں ہوتا۔ صرف اتنی بات ان ادھوری تحریرات سے ثابت ہے کہ امتی نبی کی نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت تامہ کاملہ کی طرح نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی آنحضرت صلعم کی نبوت کی طرح براہ راست اور اصلی نبوت ہوتی ہے بلکہ وہ نبوت شریعت محمدیہ کے تابع اور آنحضرت صلعم کی پیروی کی برکت کا نتیجہ ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بیانات نبوت کی نفی قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ بلکہ یہ حصول نبوت کے طریق کی تشریح قرار پائینگے۔

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح نے الوصیت اور حقیقۃ الوحی کے ہر دو اقتباس ناتمام ذکر کئے ہیں۔ الوصیت کی متذکرہ بالا عبارت کے ساتھ ہی یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ:۔

"جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے۔ اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو۔ تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔"

نیز حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ پر اصل فقرات یوں ہیں کہ:۔

"خدا کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ اور میری نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت۔ اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا ہے۔ تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔"

اگر کوئی بھائی منصفانہ نظر سے ان عبارتوں پر غور کرے تو وہ یقیناً تسلیم کرے گا کہ ان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے امتی نبی ہونے کی یہ تشریح فرمائی ہے کہ مجھے نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے ملی ہے۔ کیا یہ نبوت سے انکار ہے یا نبوت کا اقرار ہے؟

(۳)

جناب مدیر پیغام صلح اور دوسرے دوستوں کی توجہ اور غور کے لئے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو عبارتیں درج ذیل کرتا ہوں۔ جن سے امتی نبوت کی اصطلاح کا مدعا اور اس کی پوری تشریح واضح ہو جاتی ہے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"(۱) اب جبکہ یہ بات طے پا چکی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت مستقلہ جو براہ راست ملتی ہے اس کا دروازہ قیامت تک بند ہے۔ اور جب تک کوئی امتی ہونے کی حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتا۔ اور حضرت محمد کی غلامی کی طرف منسوب نہیں تب تک وہ کسی طور سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ظاہر نہیں ہو سکتا تو اس صورت میں حضرت عیسے علیہ السلام کو آسمان سے اتارنا اور پھر ان کی نسبت تجویز کرنا کہ وہ امتی ہیں اور ان کی نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہے کس قدر بناوٹ اور تکلف ہے، جو شخص پہلے ہی نبی قرار پا چکا ہے۔ اس کی نسبت یہ کہنا کیونکر صحیح ٹھہرے گا۔ کہ اس کی نبوت آنحضرت صلعم کے چراغ سے مستفاد ہے اور اگر اس کی نبوت چراغ نبوت محمدیہ سے مستفاد نہیں ہے۔ تو پھر وہ کن معنوں سے امتی کہلائے گا۔ اور ظاہر ہے کہ امت کے معنے کسی پر صادق نہیں آسکتے جب تک ہر ایک کمال اس کا نبی متبوع کے ذریعہ سے اسکو حاصل نہ ہو۔ پھر جو شخص اتنا بڑا کامل نبی کہلانے کا خود بخود مستحق ہے وہ امتی کیونکر ہوا۔ بلکہ وہ تو مستقل طور پر نبی ہو گا۔ جس کے لئے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔ اور اگر کہو کہ پہلی نبوت اسکی جو براہ راست تھی دور کی جائیگی۔ اور اب از سر نو باتباع نبوی نئی نبوت اس کو ملے گی۔ جیسا کہ منشاء آیت کا ہے تو پھر اس صورت میں یہی امت جو خیر الامم کہلاتی ہے حق رکھتی ہے۔ کہ ان میں سے کوئی فرد بھی اتباع نبوی کا مرتبہ ممکنہ کو پہنچ جائے۔ اور حضرت عیسے کو آسمان سے اتارنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اگر امتی کو بذریعہ انوار محمدی کمالات نبوت مل سکتے ہیں۔ تو اس صورت میں کسی کو آسمان سے اتارنا اصل حقدار کا حق ضائع کرنا ہے۔ اور کون مانع ہے جو کسی امتی کو یہ فیض پہنچایا جائے۔ تا نمونہ فیض محمدی کسی پر مشتبہ نہ رہے کیونکہ نبی کو نبی بنانا کیا معنے رکھتا ہے۔ مثلاً ایک شخص سونا بنانے کا دعوے رکھتا ہے۔ اور سونے پر ہی بوٹی ڈال کر کہتا ہے کہ لو سونا ہو گیا۔ اس سے کیا یہ ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کیمیا گر ہے؟ سو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض کا کمال تو اس میں تھا۔ کہ امتی کو وہ درجہ بخشے اتباع سے پیدا ہو جائے۔ ورنہ ایک نبی کو جو پہلے ہی نبی قرار پا چکا ہے امتی قرار دینا اور پھر یہ تصور کر لینا کہ جو اسکو مرتبہ نبوت حاصل ہے۔ وہ بوجہ امتی ہونے کے ہے نہ خود بخود۔ یہ کس قدر دروغ بے فروغ ہے"

(رسالہ ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی صفحہ ۸)

(۲) "امتی ہونے کے بجز اس کے اور کوئی معنے نہیں کہ تمام کمال اپنا اتباع کے ذریعہ سے رکھتا ہو۔ جیسا کہ قرآن شریف میں جا بجا اس کی تصریح موجود ہے۔ اور جبکہ ایک امتی کے لئے یہ دروازہ کھلا ہے کہ اپنے نبی متبوع سے یہ فیض حاصل کرے۔ تو پھر ایک بناوٹ کی راہ اختیار کرنا اور اجتماع نقیضین جائز رکھنا کس قدر حمق ہے۔ اور وہ شخص کیونکر امتی کہلا سکتا ہے۔ جس کو کوئی کمال بذریعہ اتباع حاصل نہیں۔"

(رسالہ ریویو بر مباحثہ صفحہ ۸)

کیا اس قدر وضاحت اس قدر صراحت اور اس قدر تشریح کے بعد کسی احمدی کہلانے والے دوست کے لئے جائز ہے کہ یہ دعوے کرے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک امتی نبی کے معنے غیر نبی تھے؟ میں اس تشریح پر مزید کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ ہاں فریق لاہور کے اصحاب سے غور و فکر کی درخواست کرتا ہوں۔ نیز یہ کہ جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو امتی نبی تسلیم کرتے ہیں۔ تو اس تشریح کے ساتھ تسلیم کریں۔ جو خود حضور نے تحریر فرمائی ہے۔ یہ بالکل بدیہی امر ہے۔ کہ اگر امتی نبی سے غیر نبی یا محض ولی مراد تھا۔ تو اس لفظ کے استعمال کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اور اس اصطلاح کے ایجاد کا کیا فائدہ تھا؟

نہایت ضروری اعلان

نظارت بیت المال کی طرف سے [illegible] چٹھیاں سردار رشید احمد صاحب اود رسول (گجرات) کو لکھی گئی ہیں۔ مگر تا حال ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا معلوم ہوتا ہے کہ یہ چٹھیاں سردار صاحب موصوف کو نہیں ملیں اس لئے بذریعہ اخبار الفضل عرض کیا جاتا ہے۔ کہ سردار صاحب خود یا کوئی اور صاحب جنہیں سردار صاحب کے موجودہ ایڈریس کا علم ہو اعلان ہذا کو پڑھیں تو نظارت ہذا کو فوری طور پر اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

نظارت بیت المال

ماخوذین سندھ کے لئے درخواست دعا

سندھ میں ہمارے بعض نوجوان ایک قتل کے مقدمہ میں ماخوذ ہیں۔ ان میں واقفین زندگی بھی ہیں۔ احباب انکی باعزت رہائی کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ خاکسار: عبدالرحیم احمد

سالِ گذشتہ کے اندوہناک و لرزہ خیز واقعات کی روشنی میں

باؤنڈری کمیشن کے ایوارڈ پر ایک سرسری نظر

(مسعود احمد)

گذشتہ سال کے واقعات نے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا ہے کہ باؤنڈری کمیشن کا ایوارڈ ایک سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ تھا۔ جس کی ذمہ واری لارڈ ماونٹ بیٹن اور پنڈت جواہرلال نہرو کی پرانی دوستی پر عاید ہوتی ہے۔ پاکستان و ہندوستان کے باہمی تنازعات اسی سازش کے مرہونِ منت ہیں۔ آج اس ایوارڈ کی ناانصافی کا اعتراف اور اس کی آڑ میں ناجائز فائدے حاصل کرنے کی سعی لاحاصل سے انحراف ہی باہمی تنازعات کے پرامن اور مستقل حل کا واحد ذریعہ ہے۔

۱۔ اعادہ کی ضرورت

خدا کے فضل سے آج پاکستان ایک زندہ حقیقت ہے اور دنیا میں سب سے بڑی اسلامی حکومت۔ لیکن اس کے عالم وجود میں آنے اور ایک سال کے اندر اندر مستحکم بنیادوں پر قائم ہو جانے تک جو کچھ گذری وہ ایک طویل داستان ہے جس کی تفاصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ زبان کسی کی پکڑی نہیں جاتی کہنے والے اب بھی کہنے سے نہیں رکتے کہ انگریز نے آزادی دی اور برعظیم کی وہ قوم جو اکثریت میں تھی تقسیم ہند پر راضی ہو گئی اور اس طرح حصول پاکستان کا خواب قیام پاکستان کی تعبیر کے کیا تھا عملی رنگ میں پورا ہوا۔ قطع نظر اس بات کے کہ مسلمان کو بحیثیت قوم پاکستان کے حصول کے لئے کیا کچھ قربانیاں کرنی پڑیں، حقیقت یہ ہے کہ نہ انگریزوں نے برعظیم کی تقسیم اس نیت سے کرائی اور نہ غیر مسلم یہ سمجھ کر اس پر راضی ہوئے کہ واقعی ہندوستان میں بسنے والے مسلمانوں کی اکثریت کو ایک آزاد و خود مختار مملکت میں اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق زندگی بسر کرنے کا موقع دیا جائے۔ تقسیم برعظیم کے بعد رونما ہونے والے واقعات نے کہ جن سے ہم آج بھی دوچار ہو رہے ہیں یہ ثابت کر دیا ہے کہ کانگریس کا بظاہر تقسیم کے اصول کو مان لینا اس سے زیادہ کچھ حقیقت نہ رکھتا تھا کہ انگریز نے اس کے کان میں پھونک دیا تھا کہ یہ خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے گا۔ چنانچہ قیام پاکستان کے بعد اس میں نقب لگانے اور اس کو سرنگ لگا کر اڑا دینے کے بعض ایسے مخفی ذرائع کے لئے قبل از وقت ہی گنجائش نکال لی گئی تھی کہ جن کی مضرت کا ابتدا میں احساس نہ ہو سکا۔ اور ان مخفی ذرائع میں سے ایک باؤنڈری کمیشن کا ایوارڈ بھی تھا۔

باؤنڈری کمیشن کا ایوارڈ جس طریق پر اور جن حالات میں منصہ شہود پر آیا وہ سب پر عیاں ہیں اور جو خطرناک نتائج اس کے برآمد ہوئے وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں اور آج جب کہ اس پر ایک سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور ہم محض اسکی بدولت ایک ایسے قہر آلود انقلاب سے دوچار ہو چکے ہیں کہ دنیا کی تاریخ میں جس کی مثال نہیں ملتی بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ باؤنڈری ایوارڈ ایک گہری اور منظم سازش کا نتیجہ تھا۔ جس کے منصوبے آج سے ایک سال قبل نہیں بلکہ برسوں پہلے باندھے گئے تھے۔ باؤنڈری کمیشن کے ایوارڈ کے سلسلے میں جو کچھ ڈھونگ رچایا گیا اور دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کے لئے جو بہروپ بھرا گیا وہ برطانوی سیاست کی ابلہ فریبی کی ایک بین مثال ہے۔

بیشک وقت گذر گیا۔ اس آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر وہ کچھ ظاہر ہوا جو کبھی سنا تھا نہ دیکھا۔ اغیار کے منصوبے ابتدائی کامیابیوں کے بعد بالآخر خاک میں ملے اور پاکستان خدا تعالےٰ کے خاص فضل کے ماتحت اس کی ریشہ دوانیوں سے بنیادی طور پر محفوظ رہا۔ لیکن ان واقعات کا اعادہ اسلئے ضروری ہے کہ زخم ابھی تازہ ہیں۔ اور لگا ہے گا ہے یاد کا آنا ایک طبعی امر ہے۔ دوسرے نہ معلوم تاریخ مشیت ایزدی کے ماتحت کتنے عرصہ تک اس پر درد داستان کو زندہ رکھے گی اور کیوں نہ رکھے کہ جب زندہ قومیں اپنے سینے کے ناسوروں کو اس وقت تک محفوظ رکھتی ہیں کہ جب تک ان کی کسک اور ٹیسوں سے ایک مضطرب پیغام نشر ہوتا رہتا ہے جو ان کے جوشِ عمل کو ٹھنڈا نہیں ہونے دیتا پھر اسلئے بھی ان واقعات کا اعادہ مناسب ہے کہ اصلیت اپنی بے نقاب حالت میں بار بار سامنے آکر ذہن انسانی کو تخریب کی بجائے تعمیر کی طرف پھیر سکتی ہے۔ اگر آج ہندوستان تقسیم کے اصول کو دل سے تسلیم کر لے اور باؤنڈری ایوارڈ کی ناانصافی سے دستگاف ہو کر اس امر کو ذہن نشین کرا دے کہ ہندوستان اور پاکستان کے باہمی جھگڑوں کی اصل وجہ یہی ایوارڈ ہے تو کشمیر کی لڑائی بغیر کسی مداخلت کے آج ہی بند ہو جائے اور ہندوستانی فوجیں از خود کشمیر سے واپس ہو کر ایوارڈ کی قائم کردہ حدود سے ایک انچ آگے بڑھنے کا خیال بھی دل میں نہ لائیں۔ کیونکہ باؤنڈری کمیشن کے ایوارڈ نے ہی مسلم اکثریت کے علاقے ہندوستان میں شامل کر کے ہندوستان کو کشمیر جانے کا راستہ سوجھایا ہے۔ اور دونوں حکومتوں کے درمیان ایک مستقل جنگ کی بنیاد ڈالی ہے۔ پس ان واقعات کا اعادہ اگر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے تو آج بھی کوربینی کو چشم حقیقت نگاہ میں تبدیل کر سکتا ہے۔

۲۔ مبہم الفاظ کی ہلاکت آفرینی

ہر شخص کو خواہ وہ کسی قوم و ملک کا فرد کیوں نہ ہو یہ ضرور تسلیم کرنا ہوگا کہ برطانیہ کی لیبر حکومت کو پاکستان کے نام اور اسکے تخیل سے خواہ کتنی ہی چڑ اور مخاصمت کیوں نہ ہو جب وہ تقسیم کے اصول کو علی الاعلان تسلیم کر لینے پر رضی ہو گئی تھی اور اس کے مطابق اس نے دو آزاد و خود مختار حکومتیں قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا تو پھر اخلاق و انسانیت کا تقاضہ یہ تھا کہ وہ اپنے ایوارڈ میں ان امور کو ملحوظ رکھتی کہ مملکت پاکستان کو ایسی سرحدوں کے ساتھ محفوظ کر دیا جائے جو حقیقی معنوں میں اس کی حفاظت کی ضامن ہوں اور حق و انصاف کی رو سے جو علاقے اس کے حصے میں آتے ہیں وہ اس کے حوالے کئے جائیں۔ اور ہر ممکن طریق سے دونوں میں سے کسی ایک کے لئے کوئی ایسی وجہ شکایت نہ چھوڑی جائے کہ جو بعد میں دونوں مملکتوں کے تعلقات کو خراب کرنے کا موجب ہو یا جس کے نتیجے میں دونوں باہم دست و گریباں ہوتے رہیں۔ لیکن افسوس ایسا نہیں ہوا۔ اور نہ صرف یہ کہ ایسا نہیں ہوا بلکہ عمداً اس کو نظر انداز کیا گیا۔ چنانچہ بعد میں واقعات جس طریق پر رونما ہوئے وہ خود اس حقیقت پر گواہ ہیں اور یہاں انہی پر اس وقت روشنی ڈالنی مقصود ہے۔

ملک معظم کی حکومت کی طرف سے ۳ جون کے بیان میں جہاں یہ اعلان کیا گیا کہ دو آزاد و خود مختار ریاستیں قائم کی جائیں گی۔ وہاں پنجاب و بنگال کی تقسیم کے سلسلے میں سرحدوں کی تعین کو ایک باؤنڈری کمیشن کے ایوارڈ پر چھوڑ دیا گیا اور باؤنڈری کمیشن کے واسطے طریق کار کی جو بنیادی شرائط مقرر کی گئیں۔ ان کا اعلان بعد میں کیا گیا۔ وہ شرائط اس قدر مبہم تھیں کہ بالآخر مسلمانوں کے حق میں صد درجہ مضر ثابت ہوئیں اور مسلمان قوم ومعفی کی دھار پر اس بے دردی سے کاٹے گئے کہ الامان والحفیظ۔ ان بنیادی شرائط کا ابہام زمانہ موجودہ کی عیارانہ سیاست کا آئینہ دار ہے۔ بنیادی شرائط کے الفاظ یہ ہیں:

"باؤنڈری کمیشن کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ پنجاب کے دو حصوں کے حدود کی تعین مسلم اور غیر مسلم آبادی کے متصل علاقوں کی بنیاد پر کرے۔ ایسا کرتے ہوئے کمیشن دوسرے امور کو بھی ملحوظ رکھیگا"

ان شرائط میں "علاقہ" اور "دیگر امور" کے الفاظ بالکل مبہم ہیں۔ یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ علاقے سے کونسا Administrative Unit مراد ہے "دیگر امور" کے الفاظ اول الذکر سے بھی زیادہ گول اور بظاہر ایسے خوش آیند کہ ہر فریق کمال خوش فہمی سے اس فریب خیال کا شکار ہو سکتا تھا کہ یہ اسی کے فائدے کے لئے وضع کئے گئے ہیں اور اس سے اس کی ہی حق تلفی کی تلافی مقصود ہے مگر ایک فریق کو تو راز درون پردہ کا پہلے ہی سے علم تھا۔ لیکن مسلمان اس غلط فہمی میں مبتلا رہے کہ چونکہ تقسیم پنجاب و بنگال سے ان کی بہت حق تلفی ہوتی ہے۔ اسلئے "دیگر امور" کے الفاظ کا مقصد اس حق تلفی کی کسی حد تک تلافی ہی ہو گی۔ بات یہ ہے کہ پنجاب کی تقسیم سے مسلم اکثریت والے علاقوں کی بنیادی شرط کے باوجود مسلمانوں کو شدید خطرات لاحق تھے۔ سب سے بڑا خطرہ یہی تھا کہ کہیں ہندوستان کا کشمیر سے تعلق قائم نہ ہو جائے۔ کیونکہ ایسی صورت میں پاکستان بالکل غیر محفوظ ہو جاتا تھا۔ دفاعی لحاظ سے بھی اور اس لحاظ سے بھی کہ پاکستان کے تمام دریا کشمیر اور اس کے پہاڑوں سے نکلتے ہیں اور ان پر ہندوستان کے قبضہ و تصرف کے یہ معنے ہونگے کہ پاکستان بالکل برباد ہو کر رہ جائے گا۔ اس کی تمام زراعتی اور صنعتی دولت ہندوستان کے رحم و کرم پر موقوف ہو جائے اور وہ اپنے ہی دریاؤں سے اس رنگ میں فائدہ نہیں اٹھا سکے گا کہ جس رنگ میں وہ اس وقت اٹھا سکتا ہے کیونکہ اول سے آخر تک وہ ان کا منصرف ہو۔ اور پھر اگر موجودہ سائنس کی ترقی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہندوستان ایک دریا کا پانی دوسرے میں ڈالدے جو سائنس کی موجودہ ترقی کو دیکھتے ہوئے ناممکن نہیں تو شہر کے شہر صاف ہو سکتے ہیں اور مغربی پاکستان کا بیشتر حصہ طوفانِ نوح کی نذر ہو سکتا ہے۔ دوسرا خطرہ تقسیم پنجاب کا یہ تھا کہ ادھر پور ہیڈ ورکس اور جگندر نگر کا زبردست بجلی گھر غیر مسلم اکثریت کے علاقے میں واقع ہونے کی وجہ سے مغربی پنجاب سے جدا کیا جا سکتا تھا۔ حالانکہ مغربی پنجاب میں بجلی کی بہمرسانی کا تمام دارومدار اور ایک

بڑے حصہ کی آبپاشی کا مکمل انحصار بجلی اور پانی کے انہی وسیع انتظامات پر تھا۔ ان کا مغربی پنجاب سے کلی طور پر جدا کر دیا جانا ایک صریح نا انصافی تھی۔ کیونکہ یہ انتظامات متحدہ پنجاب کے سرمائے اور محنت سے عالم وجود میں آئے تھے۔ جن میں صوبہ کی مسلم اکثریت کے خون پسینے کا بہت دخل تھا۔ بدیں صورت مسلمانوں کا یہ خیال کرنا کہ "دیگر امور" کے الفاظ دراصل انہی خطرات کو دور یا کم کرنے کی نیت سے رکھے گئے ہیں قطعاً خلاف انصاف نہ تھا اور وہ یہ سمجھنے میں حق بجانب تھے کہ اس "جملے" کی موجودگی میں کم از کم پٹھانکوٹ کی ہندو اکثریت والی تحصیل جو مشرقی پنجاب کو کشمیر سے ملاتی ہے ضروری نہیں کہ مشرقی پنجاب میں ہی شامل کی جائے

افسوس اس وقت مسلمانوں نے "دیگر امور" کو جن معانی و مطالب پر محمول کیا وہ محض خوش فہمی ثابت ہوئے اور یہ عقدہ جولائی ۱۹۴۷ء کے پہلے ہفتے میں آزادی ہند کے بل پر دارالعوام میں بحث کے وقت کھلا کہ "دیگر امور" کے الفاظ مسلمانوں کے ساتھ انصاف کرنے کے لئے نہیں بلکہ ان کا گلا کاٹنے کے لئے رکھے گئے ہیں۔ چنانچہ "دیگر امور" کی وضاحت کرتے ہوئے نائب وزیر ہند مسٹر ہینڈرسن نے برطانیہ کی کمال جانبداری کا اظہار ان الفاظ میں کیا

"باؤنڈری کمیشن مسلسل اکثریت والی آبادی کے علاقوں کے ساتھ ساتھ دیگر امور کا لحاظ بھی رکھے گا۔ جس کا مطلب لازمی طور پر یہی ہونا چاہیئے کہ مسلم اور غیر مسلم آبادی کے علاقوں کی تعیین کے بنیادی اصل کے باوجود بعض ایسے امور اور حالات بھی ہو سکتے ہیں جن کی روشنی میں اس بنیادی اصل سے انحراف کو جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ "دیگر امور" کی گنجائش اسلئے رکھی گئی ہے کہ تا سکھ قوم کے مخصوص حالات اور ان کے مذہبی مقامات کے جائے وقوع کو بھی ملحوظ رکھا جا سکے"

چنانچہ مسلمانوں کا ماتھا اسی وقت ٹھنک گیا کہ اس آسمان اور زمین کے نیچے برطانیہ کی لیبر حکومت کے ہاتھوں ایک عدیم المثال نا انصافی کا ارتکاب ہونیوالا ہے اور مستقبل مسلمانوں کے لئے ایک نہایت ہی کڑا وقت لئے ہوئے حال میں تبدیل ہوا چاہتا ہے۔ چنانچہ جب باؤنڈری ایوارڈ کا اعلان ہوا تو دنیا ششدر رہ گئی کہ وہ بنیادی شرائط کیا ہوئیں مسلمانوں کی بھاری اکثریت والے علاقے کمال بے دردی سے ان سکھوں کے حوالے کر دیئے گئے۔ جو ایک عرصہ سے نہ جانے کس برتے پر؟ خوفناک قسم کی دھمکیاں دے رہے تھے اور تلواریں نچا نچا کر اعلان کر رہے تھے کہ پنجاب میں "تلوار راج" قائم کیا جائیگا۔ گورداسپور اور بٹالہ کی تحصیلوں کا جن میں مسلمان بھاری اکثریت میں آباد تھے۔ مشرقی پنجاب میں شامل کیا جانا ایسا ہی تھا۔ جیسے بھیڑ بکریوں کے گلے کو کسی قصائی کے حوالے کر دیا جائے۔ عرصہ پہلے کی خفیہ تیاری اس پر مسلم اکثریت کے علاقوں کے ملنے پر لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور حکومت برطانیہ کی شہ پر کیا تھا۔ مشرقی پنجاب کی سرزمین مسلمانوں کے حق میں مذبح خانہ بن کر رہ گئی اور لاکھوں مسلمان موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے ہزار ہا عورات اغوا کر لی گئیں۔ جو بچے وہ خانماں برباد اور گھر سے بے گھر ہو کر رہ گئے۔ تبادلہ آبادی کی مہم شروع ہوئی جس سے ہر طرف فساد کی آگ اور بھڑک اٹھی اور بالآخر مشرقی پنجاب میں مسلمان کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ مسلمانوں پر جو ہولناک تباہی آئی اس میں باؤنڈری کمیشن کے ایوارڈ کا بہت ہاتھ تھا۔ اور اس نے اس ہنگامہ خیزی میں آگ پر تیل کا کام دیا دراصل بنیادی شرائط کے ابہام نے ہی یہ سارے گل کھلائے۔ مسلمانوں پر بے شک تباہی آئی۔ لیکن برطانیہ کی لیبر حکومت بھی بدنامی سے نہ بچ سکی بعض سمجھدار اور سرکردہ انگریزوں نے خود اس بدنامی کو تسلیم کیا اور جو کچھ وقوع ہوا اس پر انتہائی افسوس کا اظہار۔ چنانچہ سر ہینری کریک نے جو پنجاب میں ایک لمبا عرصہ مقیم رہے اور بالآخر گورنر شپ کے عہدے سے ریٹائر ہوئے باؤنڈری کمیشن کے ایوارڈ پر ۷ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو ایسٹ انڈیا ایسوسی ایشن کے ایک اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے انگلستان میں فرمایا

"کمیشن کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ پنجاب کے دو حصوں کے حدود کی تعیین مسلم اور غیر مسلم آبادی کے مسلسل علاقوں کے اصول کو بنیادی حیثیت دیتے ہوئے کرے اور ایسا کرنے میں "دوسرے امور" کو بھی ملحوظ رکھے ظاہر ہے ان شرائط میں دو الفاظ اس قدر مبہم تھے کہ ان سے زیادہ مبہم الفاظ کا تصور ممکن نہیں ان میں سے ایک لفظ "علاقے" تھا اور دوسرا "امور"۔ حاضرین میں سے میں دیکھ رہا ہوں اکثر لوگ ایسے ہیں جو بڑے بڑے انتظامی عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں۔ وہ سب میرے ساتھ اتفاق کریں گے کہ ایک حاکم کی طرف سے اس سے بڑھ کر تباہ کن اور خطرناک غلطی نہیں ہو سکتی کہ وہ مبہم اور گول مول الفاظ میں اپنا مفہوم ادا کرے۔

ہندوستان آزاد ہو گیا لیکن جب تک ہم وہاں سے چلے نہ آئے ہم نے یہ پرواہ نہ کی کہ ہم ہندوستان کو کس کے حوالے کر رہے ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ ہم برعظیم کو بدامنی اور افراتفری کے سپرد کر بیٹھے۔ پنجاب آج جس حالت میں سے گذر رہا ہے وہ نہایت افسوسناک ہے۔ بڑے بڑے شہروں کا اکثر حصہ تباہی کی نذر ہو چکا ہے اور بعض علاقوں میں قریب قریب ایک ایک گاؤں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا ہے۔ ہندوستان کے اس خطہ میں جو آج سے سال دو سال قبل سرسبز و ثروت ور تھا اور امن و آشتی کا گہوارہ بنا ہوا تھا اکثر دیہات پولینڈ کی اس تباہی کا نظارہ پیش کر رہے ہیں کہ جب نازی لٹیروں کے ہاتھوں وہ تاخت و تاراج ہو چکا تھا۔" (ایشیاٹک ریویو جنوری ۱۹۴۹ء)

سر ہینری کریک نے بنیادی شرائط کے اس ابہام کو ایک خطرناک غلطی سے تعبیر کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ غلطی نہیں بلکہ سازش تھی بھلا برطانیہ کے ماہر اور کہنہ مشق سیاستدان اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن جیسے بیدار مغز وائسرائے ایسے سادہ لوح قرار دیئے جا سکتے ہیں کہ وہ ایسی خطرناک غلطی کے مرتکب ہوں۔ مغربی تہذیب نے دنیا کے سامنے اخلاق کا جو معیار پیش کیا ہے اس کی رو سے یہ عین قرین قیاس ہے کہ انہوں نے عمداً بنیادی شرائط کو مبہم رکھا اور بعد میں اسکے وہ معنے پیش کئے کہ جس نے مسلمانوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے نزدیک ان کی کامیاب سیاست کا یہ ایک بین ثبوت ہے اور ہنری کریک اسے غلطی بتا رہے ہیں غلطی ضرور ہے لیکن سوچی سمجھی غلطی ہے اور سازش سے بآسانی تعبیر کی جا سکتی ہے ورنہ اس ابہام کو ایک عرصہ بعد یہ کہکر دور کرنے کی کوشش نہ کی جاتی کہ "دیگر امور" کی رعایت صرف سکھوں کے لئے ہے۔ پھر اس مسئلہ کے بہت سے پہلو ہیں جو صریح طور پر ایک سازش کا کھوج لگانے میں مدد دیتے ہیں اور جن سے پتہ لگتا ہے کہ یہ سازش صرف پنجاب میں مسلمانوں کے قتل عام تک ہی محدود نہ تھی بلکہ پاکستان اور ہندوستان کے درمیان ایک مستقل جنگ کے بیج اپنے اندر لئے ہوئے تھی اور کشمیر پر ہندوستانی فوجوں کا قبضہ اس کا صرف ایک پہلو تھا جسے پاکستان کو ختم کرنیکی پراسرار رسم کا آغاز سمجھنا چاہیئے یہاں اس سازش کے مختلف پہلوؤں کا سرسری مطالعہ بھی خالی از دلچسپی نہ ہو گا (باقی)

اعلان

بعض احباب اور جماعتوں کی طرف سے شکوہ کیا جاتا ہے کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے پروگرام سفر سے اطلاع نہیں دیتا اور اس طرح حضور کی ملاقات سے احباب جماعت کو محروم رکھتا ہے اسلئے احباب اور جماعتوں کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ دفتر ہذا پروگرام کے مطابق جن جن جماعتوں کو اطلاع دینی مناسب سمجھتا ہے۔ انہیں اطلاع دے دیتا ہے بعض جماعتیں فسادات کے بعد نئی جگہوں پر بن گئی ہیں۔ ان کو بعض اوقات اطلاع دی جا سکتی ہے۔ لیکن ان کا علم دفتر ہذا کو نہیں ہوتا اور اس لاعلمی کی وجہ سے ان کو باوجود اطلاع دی جا سکنے کے اطلاع نہیں دی جا سکتا اس لئے جہاں احباب اور جماعتیں دفتر ہذا سے یہ توقع رکھتی ہیں کہ حضور اقدس کے پروگرام سفر کے موقعہ پر انہیں اطلاع دی جائے ساتھ ان کا بھی یہ فرض ہے کہ ایسی جماعتوں کی اطلاع دفتر ہذا کو بھجواتے رہیں تا دفتر میں ان کا ریکارڈ موجود رہے اور بر موقعہ ان کو اطلاع دی جا سکے۔

(پرائیویٹ سیکرٹری)

اورسیر کی ضرورت

صدر انجمن احمدیہ کو ایک ایسے تجربہ کار اورسیر کی خدمات کی ضرورت ہے جو اپنے آپ کو پندرہ بیس روز کے لئے وقف کر سکیں خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے اصحاب اپنے ایڈریس اور تاریخ سے جن میں وہ کام کر سکیں نظامت جائداد جودھامل بلڈنگ لاہور کو فوری طور پر مطلع فرمائیں۔

(نظارت بیت المال)

درخواست دعا

چوہدری سعید احمد صاحب عالمگیر بی۔ اے معاون ناظر امور عامہ کے والد صاحب چوہدری فضل الٰہی صاحب سب پوسٹماسٹر علیا پچوں حال سیالکوٹ بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ چوہدری صاحب کی جلد از جلد صحت یابی کے لئے دعا فرمادیں۔

خاکسار:۔ جلال الدین کارکن دفتر امور عامہ

بقیہ صفحہ ۲

جدائی کے غم سے ہمیں خوشی منانی چاہیئے۔ عید ۹½ بجے سے ۱۰ بجے تک ختم ہوئی۔ حاضری ۲۷۶ تھی۔ باقی درویش احتیاطاً اپنے اپنی مکانوں اور جگہوں پر رکھے گئے تھے۔ اس مبارک موقعہ پر لنگر خانہ میں زیادہ اچھے کھانے یعنی زردہ اور گوشت روٹی کا انتظام کیا گیا تھا۔ خوشی منانے کے لئے عصر کے بعد بورڈنگ مدرسہ احمدیہ میں ورزشی مقابلے بھی ہوئے جس میں اول آنے والوں کے اسماء درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔

(۱) لمبی چھلانگ۔ عبد الغفور صاحب پسر بابا اللہ دتا صاحب

(۲) اونچی چھلانگ۔ طیب علی صاحب بنگالی (۳) چھڑ پہ میر رفیع احمد صاحب

(۴) گولا پھینکنا۔ مولوی برکت علی صاحب

(۵) مونگلی پھیرنا۔ ملک ضیاء الحق صاحب دولمیالی

(۶) مگدر اٹھانا

(۷) کلائی پکڑنا محمد ابراہیم صاحب خادم درویش مقامی

(۸) ڈانڈی اٹھانا فضل الٰہی صاحب گجراتی

عشاء کے بعد سیدہ ام طاہر صاحبہ مرحومہ کے اوپر والے صحن میں زیر صدارت شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال ذیل کے احباب نے خوش الحانی سے نظمیں سنا کر محظوظ کیا (۱) ملک بشیر احمد صاحب ناصر ترگڑی

(۲) محمد ابراہیم صاحب خیاط آف گوجرانوالہ

(۳) حافظ عبد الرحمٰن صاحب پشاوری

(۴) بشیر احمد صاحب دیہاتی مبلغ

(۵) یونس احمد صاحب اسلم

(۶) مولوی عبد القادر صاحب مونس دہلوی

(۷) مولوی غلام احمد صاحب ارشد

انہوں نے علی الترتیب ذیل کی نظمیں سنائیں

(۱) سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی نظم سے

قادیاں کا حافظ و ناصر خدائے قادیاں
ہم چلے ہیں چھوڑ کر حسن و بہائے قادیاں

(۲) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی نظم ؏

غم اپنے دوستوں کا بھی کھانا پڑے ہمیں

(۳) قاضی اکمل صاحب کی دو نظمیں سے

قادیاں دار الاماں جنت نشاں کو دیکھئے
آیئے اور مہدی آخر زماں کو دیکھئے

محمد مصطفےٰ پر جان و دل قربان ہو میرا
یہی ہو زندگی میری یہی ایمان ہو میرا

(۴) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم سے

اک نہ اک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے

(۵) الفضل ۲۸ جون ۴۸ء سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا تازہ کلام

(۶-۷) ان پڑھنے والوں کی اپنی نظمیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ اور قادیان کی واپسی کے متعلق تھیں۔ اسی طرح اس موضوع پر عاجز صاحب کی نظم سنائی گئی۔ بالآخر حاجی محمد دین صاحب تہال (صحابی) کے دعا کرانے پر یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

گو باوجودیکہ ماہ رمضان میں بالعموم ڈیڑھ دو گھنٹے سے زیادہ سونے کا موقعہ بعض حالات کی وجہ سے ہر ایک کو میسر نہیں آتا تھا۔ اور بعض دوست دونوں مساجد کی تراویح میں شامل ہوتے تھے۔ آخری چند راتوں میں زیادہ جاگنے کی وجہ سے متعدد دوست عید کے روز سے بیمار ہو گئے لیکن امینی صاحب کی تحریک پر کہ ایک چلہ پورا کر لیا جائے۔ عید کے اگلے روز سے ۱۶۲ باہمت درویشوں نے مزید دس روزے رکھنے شروع کر دیئے ہیں

بالآخر میں جملہ احباب جماعت کی خدمت میں نہایت الحاح سے درخواست کرتا ہوں کہ دعا فرمائیں کہ جس اعلےٰ مقام پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ہمیں فائز دیکھنا چاہتے ہیں ہمیں وہ مقام نصیب ہو۔ اور اللہ تعالےٰ ہماری کوتاہیوں اور غفلتوں کو دور فرمائے۔ اور قادیان کی بحالی کا جلد سامان پیدا کر دے آمین

خاکسار:۔ ملک صلاح الدین ایم۔ اے قادیان

امسال میٹرک پاس کرنیوالے طلباء توجہ کریں

جن طلباء نے امسال تعلیم الاسلام ہائی سکول چنیوٹ سے یا دیگر سکولوں سے میٹرک کا امتحان فرسٹ ڈویژن یا اعلےٰ سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا ہو۔ اور وہ واقف زندگی ہوں۔ تو وہ اپنے گھر کے موجودہ پتہ سے اطلاع دیں۔ تاکہ اعلےٰ تعلیم کے ضمن میں ان کے ضروری کوائف مہیا کرنے کے بعد انہیں انٹرویو کے لئے بلایا جا سکے۔ یاد رہے کہ ہر سال ذہین مخلص اور محنتی طلباء کو تحریک جدید کے ماتحت مختلف کالجوں میں سلسلہ کی ضروریات کے پیش نظر داخل کر دیا جاتا ہے۔ اور مستحق طلباء کی مالی امداد بھی کی جاتی ہے۔ لہٰذا طلباء کو چاہیئے کہ وہ جلد از جلد اپنے پتوں سے اطلاع دیں۔ نیز جو پہلے واقف زندگی نہیں وہ بھی زندگی وقف کا فارم دفتر ہذا سے حاصل کر کے زندگی وقف کر سکتے ہیں

وکیل الدیوان تحریک جدید جودھامل روڈ لاہور

کیا آپ سکرٹری تبلیغ ہیں ؟

کیا آپ گذشتہ ماہ کی رپورٹ بھجوا چکے ہیں۔ اگر نہیں تو کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اور صرف آپ ہی کا کام ہے اور کسی دوسرے کا نہیں اور اگر آپ یہ کام نہ کریں ۔۔ ۔۔ام اس وقت تک رکا رہے گا اور ہرج پیدا کرتا رہے گا۔ جب تک آپ رپورٹ نہ بھجوائیں۔ تبلیغ جیسے اہم کام سے آپ سکرٹری ہو کر کس طرح غافل رہ سکتے ہیں۔ رپورٹ جلد بھجوا دیئے۔

(پراونشل سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ سندھ)

مرکز احمدیت اور ہماری ذمہ واریاں

گذشتہ سے پیوستہ مجلس مشاورت منعقدہ قادیان میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ملکی حالات کے پیش نظر حفاظت قادیان کے سلسلہ میں تحریک فرمائی کہ صاحب جائیداد اصحاب اپنی جائیداد کا ۱/۲ حصہ اور ایسے احباب جو بڑی جائدادیں نہیں رکھتے وہ اپنی ایکماہ کی آمد اس چندہ میں دیں۔ ادائیگی مدت چھ ماہ مقرر فرمائی۔ اسکے بعد حالات بڑی سرعت سے بدلتے چلے گئے اور آج ہمیں اپنے محبوب مرکز سے جدا ہوئے ایک سال ہونے کو ہے۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ مشرقی پنجاب سے آنے والوں کا بہت نقصان ہوا ہے۔ مگر یہ چندہ بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

اب حالات اعتدال پر آچکے ہیں۔ اور مشرقی پنجاب سے آنے والی جماعتوں کے احباب کی اکثریت بھی اپنے کاروبار پر لگ چکی ہے۔ پس اپنے محبوب مرکز کے فدائیوں سے اپیل ہے کہ وہ جہاں تک ممکن ہو سکے اپنے وعدہ حفاظت مرکز کو جلد تر ادا کر کے اپنے عشق کا عملی ثبوت بہم پہنچائیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو۔

(نظارت بیت المال)

فوری ضرورت

دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں ایک کارکن کی ضرورت ہے۔ امیدوار محنتی۔ مستعد اور خوشخط ہونا ضروری ہے۔ تنخواہ کا فیصلہ بالمشافہ کیا جائے گا۔ درخواست دہندہ اپنی درخواست خود لکھ کر خود ہی دفتر میں دفتری اوقات میں لائیں۔ میٹرک سے کم تعلیم والے امیدوار کی درخواست پر بھی غور ہو سکتا ہے۔ (معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ ۱۷ میکلوڈ روڈ لاہور)

اعلان نکاح:۔ کوئٹہ ۴ اگست ۱۹۴۸ء ارسیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بروز بدھوار بعد از نماز عصر اپنی کوٹھی پارک ہاؤس لسٹن روڈ کوئٹہ میں میرے لڑکے لفٹیننٹ مسعود احمد خاں کا نکاح ہمراہ نفیسہ بیگم بنت حافظ عبد الجلیل خانصاحب موچی دروازہ لاہور سے مبلغ دو ہزار روپیہ مہر پر پڑھا اور دعا فرمائی۔ دوست دعا فرمائیں اللہ تعالےٰ یہ رشتہ فریقین کی بہتری اور برکات کا موجب بنائے۔ آمین

(احمد اللہ خان کوئٹہ)

لاہور میں جشن استقلال کے موقع پر

پاکستانی فوج کی شاندار پریڈ

جھنڈے لہرائے گئے اور رات کو چراغاں کیا گیا

لاہور ۱۶ اگست - ۱۴ اگست کی صبح شہر کی ایک تہائی آبادی نے قیام پاکستان کی پہلی سالگرہ کے جشن کے موقع پر پاکستان آرمی کا شاندار جلوس دیکھا - یہ جلوس جس میں "پاک آرمی" کی مختلف یونٹوں کے چاق و چوبند مسلح جوانوں نے حصہ لیا - برابر ایک گھنٹہ تک مال روڈ پر سے گزرتا رہا - مغربی پنجاب کے گورنر سر فرانسس موڈی نے ملکہ کے بُت کے پاس ایک خاص شامیانہ کے نیچے کھڑے ہو کر سلامی لی۔

ملکہ کے بُت سے لے کر ہنگیوں کی توپ تک جہاں پریڈ نے ختم ہونا تھا۔ لاکھوں [illegible] بچے اور بوڑھے دو رویہ قطاریں باندھے کھڑے تھے - جن لوگوں کو زمین پر قدم جمانے کی جگہ نہ ملی - اُنہوں نے مال روڈ کی دکانوں اور بلڈنگوں کی چھتوں پر بیٹھ کر اپنی قومی پریڈ کا نظارہ کیا۔

پاکستانیوں نے علی الصبح دکانوں، مکانوں اور تجارتی اداروں پر پاکستان کے قومی جھنڈے لہرانے سے جشن استقلال منانے کا آغاز کیا۔ اظہار مسرت کے طور پر جگہ جگہ گولے چھوڑے گئے نماز فجر کے وقت استحکام پاکستان اور قائداعظم کی درازی عمر کیلئے دُعائیں مانگی گئیں۔

فوجی جلوس کو سلامی کے مقام سے گزرنے میں کوئی ایک گھنٹہ لگا - جب مختلف یونٹوں نے اپنے کمانڈروں کی قیادت میں اپنے اپنے مخصوص پھریرے لہراتے ہوئے عوام کے قریب سے گزرنا شروع کیا تو عوام نے فرط انبساط سے تالیاں بجائیں - نعرے بلند کئے

محکمہ تعلقات عامہ مغربی پنجاب نے اس پوری تقریب کی فلم اُتاری۔

کل دن بھر مختلف قسم کی تقریبیں منعقد ہوتی رہیں - شہر میں مختلف مقامات پر غربا کو کھانا کھلایا گیا اور کپڑے تقسیم کئے گئے۔

۳ بجے باغ جناح میں بچوں کے لئے ایک خاص تقریب منعقد کی گئی - تیسرے پہر مسلم لیگ نیشنل گارڈز نے شہر میں ایک جلوس نکالا - شام کو گلستانِ فاطمہ میں ایک ٹی پارٹی ہوئی - جس میں کوئی ڈیڑھ ہزار سے اُوپر افراد نے شرکت کی - اس موقع پر گورنر مغربی پنجاب، وزرا اور بڑے بڑے سول اور فوجی افسر بھی موجود تھے۔

رات کو شہر بھر میں شاندار چراغاں کیا گیا - اور گولے چھوڑے گئے۔

محکمہ سول سپلائیز کے ۶۱ انسپکٹر اور ۷۷ سب انسپکٹر علیحدہ کر دیے گئے

محکمہ خوراک کے ۱۴ افسروں کو محکمانہ سزائیں

کپڑا بننے کی ۱۱ ہزار کھڈیاں اور سُوت کاتنے کے ۲۰ ہزار چرخے چالو کئے جا چکے ہیں

سنڈیکیٹوں کی جگہ کوآپریٹو ادارے لینگے

لاہور ——— ہمارے نامہ نگار خصوصی کے قلم سے ——— ۱۶ اگست

آج مقامی صحافیوں کی کانفرنس میں محکمہ سول سپلائی اور فوڈ گرین کی کارگزاری اور عملے کے خلاف حکومت کی طرف سے مؤثر اقدامات کے سلسلے میں تقریر کرتے ہوئے مغربی پنجاب کے وزیر سول سپلائیز سردار عبدالحمید دستی نے فرمایا محکمہ سول سپلائیز کے انسپکٹروں میں پچاس فیصدی اور سب انسپکٹروں میں اڑتیس ۳۸ فیصدی کی تخفیف عمل میں لائی جا چکی ہے - ان دونوں عہدوں میں بہ حیثیت مجموعی تخفیف ۲/۱ ۴۲ فیصدی کی گئی ہے - کل ۶۱ انسپکٹر اور ۷۷ سب انسپکٹر تخفیف میں آئے ہیں - چار کے خلاف مقدمات دائر ہیں۔

راشن والے علاقوں کے مئی سے جولائی تک ۱۰۹ ڈپو ہولڈروں کے خلاف مقدمے چلائے جا چکے ہیں - اور غیر راشن شدہ علاقوں میں ۲۸ ڈپو ہولڈروں کے خلاف اقدامات کئے گئے ہیں۔

[illegible] عبدالحمید دستی نے بتایا کہ اس وقت تک محکمہ خوراک کے ۱۴ افسروں کو محکمانہ سزائیں دی جا چکی ہیں - ان ۱۴ افسروں میں ۵ گزٹڈ افسر ہیں - سنڈیکیٹوں کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر خوراک سردار عبدالحمید دستی نے بتایا کہ اُن کو کاملاً ختم کرنے کی سکیم طیار کی جا چکی ہے - اب وُہ صرف اُس وقت کام کریں گے جب تک کوآپریٹو ادارے اُن کی جگہ نہیں لے سکتے۔

بُننے اور کاتنے کی انجمنوں کے سلسلے میں بتایا گیا - کہ اس وقت تک کوآپریٹو کھڈیوں کی انجمنوں کے ماتحت ۲/۱ ۳ لاکھ گز کپڑا بُنا جا چکا ہے - کپڑا بُننے کی ۱۴۲ انجمنیں قائم ہو چکی ہیں جن کے ماتحت ۱۱۰۷۱ کھڈیوں نے کام کرنا شروع کر دیا ہے - ۱۵ جون سے سوت کاتنے کی مہم شروع کی گئی تھی - اس وقت ۲۰ ہزار چرخہ چالو کیا جا چکا ہے - ۱۲ ہزار اور چالو ہونے والے ہیں ان چرخوں نے اس وقت کل اڑھائی سو من سوت کاتا ہے اس کام کی انجام دہی کے لئے ۲۱۲ سب انسپکٹروں کا تعین عمل میں لایا گیا ہے۔

بُننے اور کاتنے کی کوآپریٹو انجمنوں کے ڈپٹی رجسٹرار نے بتایا کہ آخر مارچ تک ۵۰ ہزار کھڈیاں کام شروع کر دیں گی کوآپریٹو کھڈیوں کے کپڑے کی کم قیمتوں کے مقابلے میں دوسرے کپڑے کی قیمتوں میں اضافے سے متعلقہ چند ایک سوالات کا جواب دیتے ہوئے مغربی پنجاب کے وزیر سول سپلائیز سردار عبدالحمید دستی نے بتایا کہ بلیک مارکیٹ میں سوت کا کوٹہ بیچ دینے والوں کے کوٹے ضبط کر لئے جائیں گے - اور انہیں دیئے جائیں گے جو کام کر کے ملک کی ضرورت کو پورا کر رہے ہیں آپ نے کہا کہ مغربی پنجاب کی ملوں کو بھی زیادہ سے زیادہ سوت بنانے کی طرف توجہ دلائی جائیگی۔ آخر میں سردار صاحب نے عوام سے اپیل کی کہ وُہ بلیک مارکیٹ میں کپڑا فروخت کرنے والوں - فائن کی بجائے کورس کپڑا دینے والوں یا کپڑا ہوتے ہوئے نہ دینے والے کپڑے کے ڈپو ہولڈروں کے خلاف مؤثر اقدام کرنے میں مدد دیں - ہمیں اس سلسلے میں ہر وقت اطلاع دی جا سکتی ہے - اور ہم ہر ایسی اطلاع کا بغور مطالعہ کریں گے۔

——— کراچی ۱۶ اگست - امریکہ کے ۲ جنگی جہاز خیر سگالی کے مشن پر کراچی آئے ہوئے ہیں - جہاں سے وہ بمبئی اور کولمبو بھی جائیں گے۔

ضلع سکھر میں سیلاب کی تباہ کاریاں

قائداعظم فنڈ سے پانچ لاکھ کی امداد

کراچی ۱۶ اگست - توقع ہے قائداعظم ریلیف فنڈ کی مرکزی کمیٹی کے [illegible] صدر مسٹر غلام محمد اور سندھ ریلیف فنڈ کی صوبائی کمیٹی کے صدر شیخ غلام حسین ہدایت اللہ ضلع سکھر کے سیلاب زدہ علاقے کا دورہ کرنے کیلئے عنقریب کراچی سے روانہ ہو جائیں گے۔

مرکزی کمیٹی نے سیلاب سے تباہ شدہ لوگوں کی امداد کے لئے پانچ لاکھ روپیہ صوبائی کمیٹی کے حوالے کیا ہے۔

فرقہ پرستی شروع کرنیکی تمام ذمہ داری

حکومت پر عائد ہوتی ہے

ماسٹر تارا سنگھ کی تقریر

امرتسر ۱۶ اگست - یہاں شہید سکھ مشنری کالج میں ماسٹر تارا سنگھ نے ایک پریس کانفرنس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ پنجابی بولنے والے صوبے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم سکھ سٹیٹ قائم کرنا چاہتے ہیں - اور نہ ہی یہ کہ ہم سکھوں کے لئے ایک علیحدہ وطن کے خواہاں ہیں - ماسٹر تارا سنگھ نے یہ تسلیم کیا - کہ پنتھ کی بہتری اس صوبے میں وابستہ ہے اور یہاں سکھوں کا مذہب زبان اور کلچر زیادہ اچھی طرح نشو و نما پائے گا۔

اس صوبے کی جغرافیائی حدود کا ذکر کرتے ہوئے ماسٹر تارا سنگھ نے کہا کہ امرتسر گورداسپور فیروزپور جالندھر ہوشیارپور اور لدھیانہ کے اضلاع کو بغیر کسی اعتراض کے اس صوبے میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

سندھ کے نئے دارالحکومت کے متعلق فیصلہ نہ ہو سکا

حیدرآباد سندھ ۱۶ اگست سندھ لیگ اسمبلی پارٹی کی ایک میٹنگ یہاں ۱۴ اگست کو پیر الٰہی بخش وزیر اعظم سندھ کی صدارت میں منعقد ہوئی - میٹنگ میں ۵ امبروں کے علاوہ تین وزیروں نے بھی شرکت کی - سب سے پہلے میٹنگ میں وزیر اعظم کی اس رپورٹ پر بحث ہوئی کہ حکومت پاکستان نے کراچی کے متعلق حکومت سندھ کی تمام شرائط منظور کر لی ہیں - صرف کراچی کی حدود پارٹی کی خواہش کے مطابق ڈرگ روڈ تک متعین نہیں ہو سکیں۔

کراچی کے نئے دارالحکومت کا سوال بھی زیر بحث لایا گیا - لیکن چونکہ شمالی سندھ کے سیلاب زدہ علاقے سے اسمبلی کے ممبر میٹنگ میں شرکت نہیں کر سکتے تھے - اس معاملہ کو بغیر فیصلے کے چھوڑ دیا گیا - تاہم یہ فیصلہ کیا گیا کہ حکومت سندھ کو مطلع کیا جائے کہ وُہ اپنی سہولت کیلئے چھوٹے دفاتر کو حیدرآباد میں منتقل کر دے۔

چیکوسلواکیہ پاکستان میں کارخانے بنائیگا

کراچی ۱۶ اگست - پراگ ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ حکومت چیکوسلواکیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ صنعتی ترقی میں پاکستان کا ہاتھ بٹایا جائے - چنانچہ چیکوسلواکیہ کے کارخانہ دار پاکستان میں صنعتی کارخانے قائم کریں گے اور پاکستان کے مزدوروں کو صنعتی تربیت دیں گے۔